

دلالة النص اور تفسیر قرآن

حافظ عبداللہ*

دلالة النص لفظ کی اپنے معنی پر ایسی دلالت کو کہتے ہیں جو یہ بتلائے کہ نص میں حکم مذکور کا اطلاق مسکوت عنہ پر بھی علت کے اشتراک کی وجہ سے ہوتا ہے اور یہ علت مشترکہ اس نص کے لغوی معنی جاننے کی وجہ سے سمجھ میں آ جاتی ہے جسے ہر اہل زبان سمجھ سکتا ہے اس کے لیے اجتہاد و استنباط کے ملکہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔

علامہ بزدویؒ فرماتے ہیں

”واما الثابت بدلالة النص فما ثبت بمعنى النص لغة لا اجتهدا ولا استنباطا.“ (۱)
 ”دلالت النص سے ثابت حکم وہ حکم ہے جو نص کے معنی سے لغتاً ثابت ہوتا ہے نہ کہ اجتہاد و استنباط کے عمل کے ذریعے سے۔“

علامہ عبدالعزیز بخاریؒ اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

”دلالة النص هي فهم غير المنطوق بسياق الكلام ومقصوده، وقيل هي الجمع بين المنصوص وغير المنصوص بالمعنى اللغوي، ويسميتها عامة الاصوليين (فحوى الخطاب) لان فحوى الكلام معناه كذا في الصحاح، وفي (الاساس) عرفت في فحوى كلامه أي فيما تنسبت من مراده بما تكلم به ماخوذ من الفحاء وهو ابراز القدر، ويسميتها بعض اصحاب الشافعي مفهوم الموافقة لان المدلول اللفظ في محل السكوت موافق لمدلوله في محل النطق. قوله (بمعنى النص لغة) أي بمعناه اللغوي لا بمعناه الشرعي، ولغه تمييز (لا اجتهدا ولا استنباطا) ترادف وهذا نفى كونه قياساً.“ (۲)

”دلالت النص سیاق کلام اور اس کے مقصود کی وساطت سے غیر منطوق کے فہم کا نام ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ منصوص اور غیر منصوص کو لغوی معنی کے ذریعے جمع کرنے کا نام ہے۔ عامۃ الاصولیین اس کا نام فحوی الخطاب رکھتے ہیں کیونکہ فحوی الکلام کے معنی صحاح میں اور الاساس میں اس طرح ہیں کہ معرفت فی فحوی کلامہ کے معنی ہیں کہ اس کے کلام سے میں نے ابتداً جو سمجھا اور فحوی کا لفظ فحاء سے ماخوذ ہے وہ ہنڈیا کے منہ کو کہتے ہیں اور بعض اصحاب شافعیؒ نے اس کو مفہوم موافقہ کہا ہے کیونکہ لفظ کا مدلول سکوت کے محل میں بھی وہی مدلول ہے جو نطق کا ہے

اور ان کا قول بمعنی النص لغتاً کا مطلب ہے کہ لغوی معنی سے نہ کہ شرعی معنی سے اور جس سے معانی میں تفریق کی جاتی ہے (لا اجتہاداً ولا استنباطاً) کا مطلب ہے یہ دونوں لفظ مترادف ہیں اور مقصود قیاس کی نفی کرنا ہے (دلالة النص قیاس نہیں ہے)۔“

دلالة النص کو لغوی الخطاب بھی کہا جاتا ہے اور شواہد اس کو مفہوم الموافقة کہتے ہیں علامہ سرخسیؒ فرماتے ہیں:

”فاما الثابت بدلالة النص فهو ما ثبت بمعنى النظم لغة لا استنباط بالرأى.“ (۳)

”دلالة النص سے ثابت حکم وہ ہے جو کہ نظم کلام کے لغوی معنی سے ثابت ہو نہ کہ رائے سے اجتہاد کے ذریعے ثابت ہو۔“

علامہ سرخسیؒ اس کے بعد ”دلالة النص“ اور ”قیاس“ میں فرق کی وضاحت فرماتے ہیں:

”لان النظم صورة معلومة ومعنى هو المقصود به، فالألفاظ مطلوبة للمعاني وثبوت الحكم بالمعنى مطلوب باللفظ، بمنزلة الضرب له صورة معلومة ومعنى هو المطلوب به وهو الايلاء، ثم ثبوت الحكم بوجود الموجب له، فكما أن فى المسمى الخاص ثبوت الحكم باعتبار المعنى المعلوم بالنظم لغة فكذلك فى المسمى الخاص الذى هو غير منصوص عليه يثبت الحكم بذلك المعنى ويسمى ذلك دلالة النص، فمن حيث ان الحكم غير ثابت فيه يتناول صورة النص اياه لم يكن ثابتاً بعبارة النص، ومن حيث انه ثابت بالمعنى المعلوم بالنص لغة كان دلالة النص ولم يكن قياساً، فالقياس معنى يستنبطه بالرأى مما ظهر له أثر فى الشرع ليعتدى به الحكم الى ما لا نص فيه لا استنباط باعتبار معنى النظم لغة، كما فى قوله؟ (الحنطة بالحنطة مثل بمثل) جعلنا العلة هى الكيل والوزن بالرأى فان ذلك لا تتناوله صورة النظم ولا معناها لغة، ولهذا اختص العلماء بمعرفة الاستنباط بالرأى، ويشترك فى معرفة دلالة النص كل من له بصر فى معنى الكلام لغة فقيهاً أو غير فقيه، ومثال ما قلنا فى قوله تعالى: (فلا تقل لهما اف ولا تنهرهما) فالن للتأنيف صورة معلومة ومعنى لاجله تثبت الحرمة وهو الاذى حتى ان من لا يعرف هذا المعنى من هذا اللفظ أو كان من قوم هذا فى لغتهم اكرام لم تثبت الحرمة فى حقه، ثم باعتبار هذا المعنى المعلوم لغة تثبت الحرمة فى سائر أنواع الكلام التى فيها هذا المعنى كالشتم وغيره وفى الافعال كالضرب ونحوه، وكان ذلك معلوماً بدلالة النص

لا بالقياس ، لأن قدر ما في التأنيف من الاذى موجود فيه وزيادة. “ (۴)

”اس لیے کہ نظم کے ذریعے معنی مقصود اور صورت معلومہ ثابت ہے، پس الفاظ معانی کے لیے مطلوب ہوتے ہیں اور حکم کا ثابت ہونا اس معنی سے جو کہ لفظ سے مطلوب ہے یہ ایسے ہی ہے جیسا کہ لفظ ”الضرب“ اس کے لیے ایک معلوم صورت ہے اور اس سے جو معنی مطلوب ہے وہ ایلام ہے، پھر موجب لہ کے وجود سے حکم کا ثابت ہونا باعتبار اس معنی معلوم کے جو کہ نظم سے لفظاً ثابت ہے پس اسی طرح وہ مسمی خاص کہ جس پر نص وارد نہیں ہوئی۔ اسی معنی کی بدولت اس میں بھی حکم ثابت ہو جائے گا اور اسے دلالت النص کا نام دیا جائے گا، پس اس حیثیت سے کہ صورت النص کے تناول کی بابت اس میں حکم ثابت نہیں ہے تو (نتیجتاً) وہ حکم عبارة النص سے ثابت نہ ہوا اور اس حیثیت سے کہ از روئے لغت نص کے معنی معلوم سے وہ حکم ثابت ہوا ہے تو وہ دلالت النص ہوا نہ کہ قیاس، پس قیاس تو ایک ایسا معنی ہے جو کہ رائے کی بابت ان امور سے مستبط کیا جاتا ہے کہ جن کا شرع میں اثر ظاہر ہوتا کہ اس کی بابت غیر منصوص امر کی طرف حکم کو متعدی کیا جاسکے نہ کہ وہ ایسا استنباط ہے کہ جس میں از روئے لغت نظم کے معنی کا اعتبار ہو جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان میں (المحطۃ بالخطۃ مثل بمثل) ہم نے رائے کی بابت کیل اور وزن کو علت ٹھہرایا ہے پس اس رائے کو نظم صورتاً شامل ہے اور نہ ہی از روئے لغت معنی شامل ہے، اس وجہ سے رائے کے ساتھ استنباط کی معرفت کو علماء کے ساتھ خاص کیا گیا ہے اور شریک ہے دلالت النص کی معرفت میں ہر وہ شخص جو کلام کے لغوی معنی سے آگاہی رکھتا ہے وہ فقیہ ہو یا غیر فقیہ۔ اور ہمارے دعویٰ (کی مثال دلیل) اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے (فلا تقل لهما اف ولا تنهرهما) پس تأنیف کے لیے معلوم صورت ہی اور معلوم معنی ہے جس کے ذریعے حرمت ثابت ہوتی ہے۔ اور وہ اذی (تکلیف دینا) ہے یہاں تک کہ وہ شخص جو اس لفظ سے اس معنی (اذی) کو نہیں پہچانتا یا ہوا ایسے معاشرے سے تعلق رکھتا ہے کہ جن کی زبان میں یہ (تانیف) اکرام پر محمول ہو تو ایسے شخص کے حق میں حرمت ثابت نہیں ہوگی پھر از روئے لغت اس معنی معلوم کا اعتبار کرتے ہوئے اس معنی (اذی) پر مشتمل کلام کی باقی ماندہ تمام انواع میں حرمت ثابت ہو جائے گی جیسا کہ گالی وغیرہ اور افعال میں جیسا کہ ضرب اور اس کی مثل اور یہ (سب) دلالت النص سے معلوم ہوا ہے نہ کہ قیاس سے، اس لیے کہ تانیف میں مقدار اذی اس میں موجود ہے بلکہ مزید زیادتی کے ساتھ موجود ہے۔“

علامہ نسفیؒ حسب عادت فخر الاسلام کے اتباع میں فرماتے ہیں:

”واما الثابت بدلالة النص، فما ثبت بمعنی النص لغة لا اجتهداً“ (۵)

”اور ثابت بدلالة النص وہ چیز ہے جو معنی نص سے لغتاً ثابت ہوتی ہے نہ کہ مجتہد کے اجتہاد سے۔“
علامہ نسفیؒ خود اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

”اعلم ان الثابت بدلالة النص: ما ثبت بنظم لغة، وانما یعنی به ظاهراً يعرف بمساع اللفظ من غير تأمل، حتى استوى فيه الفقيه ومن ليس بفقيه من أهل اللغة، فمن حيث انه لم يثبت بعين اللفظ لم نسمة عبارة ولا اشارة، ومن حيث انه يثبت بمعنى النص لغة لا رأياً ولا اجتهداً لوضوحه، سميناه دلالة لا قياساً، ولسنا نغنى به ظاهر معنى اللغة، ولكننا نغنى به ما يؤدى اليه معنى اللغة، كالضرب، فله معنى لغوى وهو: استعمال آلة التاديب فى محل صالح له بالايقاع عليه، وهو يفضى الى الايلام، وهو مستفاد من المعنى اللغوى، وليس بعين المعنى اللغوى، فصار للضرب صورة معلومة، ومعنى مقصود، وهو الايلام، فبدونه لا يسمى ضرباً عرفاً، بل لعباً، فالجميع المنصوص عليه غير المنصوص عليه بما أدى اليه المعنى اللغوى دلالة النص والجمع بينهما بالمعنى المستنبط شرعاً: قياس. وقال بعض مشايخنا: دلالة النص والقياس سواء لان القياس ليس الا اثبات مثل حكم المنصوص عليه فى غيره بمثل المعنى الذى تعلق به الحكم فى الاصل، وهو موجود فى الدلالة، غير ان المعنى الموجب اذا كان خفياً يسمى: قياساً، واذا كان جلياً يسمى: دلالة، وليس كذلك فان التافيف حرام بقوله تعالى: (فلا تقل لهما اف) وهو كلمة كراهية تذكر عند التضجر، وله صورة معلومة ومعنى مقصود لاجله تثبت الحرمة، وهو الاذى، وهذا معنى يفهم منه لغة، حتى شارك فيه غير الفقهاء أهل الرأى والاجتهاد، كمعنى الايلام من الضرب، ثم يعدى حكمه الى الشتم والضرب بذلك المعنى لان الاذى الموجود فى التافيف موجود فيهما وزيادة، فهذا دلالة وليس بقياس، فالقياس استنباط علة من النص بالرأى ظهر اثرها فى الحكم شرعاً لا لغة“ (۶)

”جان لیجیے کہ دلالت النص سے ثابت ہونے والا حکم وہ ہوتا ہے جو معنی نظم سے از روئے لغت ثابت ہو اور انہوں نے اس سے اس قدر ظاہر ہونا مراد لیا ہے کہ جسے بلا تامل خالی لفظ کے سماع سے جاننا ممکن ہو، یہاں تک کہ انہوں نے اس معرفت میں فقیہ اور اہل لسان کے غیر فقیہ کو برابر گردانا ہے، پس اس حیثیت سے کہ وہ حکم عین لفظ سے ثابت نہیں ہے ہم نے اس کا نام عبارة النص اور اشارة النص نہیں رکھا، اور اس حیثیت سے کہ

وہ (حکم) اپنی وضاحت کی بابت معنی نص سے از روئے لغت ثابت ہے نہ کہ رائے اور اجتہاد کی بدولت، ہم نے اس کا نام دلالت النص رکھ دیا نہ کہ قیاس اور ہماری اس سے مراد لغوی معنی ظاہر ہونا نہیں ہے بلکہ اس سے ہماری مراد اس امر کا ظاہر ہونا ہے جس کی طرف لغوی معنی پہنچاتا ہے جیسا کہ لفظ "الضرب" پس اس کے لیے لغوی معنی ثابت ہیاد وہ ہے آلتہ تادیب کا ایسے محل میں استعمال کرنا کہ جو اپنے اوپر اس کے وقوع کی صلاحیت رکھتا ہو اور یہ (معنی لغوی) مفضی ہے ایلام کی طرف اور یہ مصداق حاصل کیا گیا ہے معنی لغوی سے اور یہ (مصداق) معنی لغوی کے عین سے ثابت نہیں ہے۔ پس ثابت ہوگئی ضرب کے لیے معلوم صورت اور معنی مقصود اور وہ (معنی مقصود) ایلام ہے، پس وہ ضرب جو اس وصف سے خالی ہو عرف عام میں اسے ضرب سے موسوم نہیں کیا جاتا بلکہ وہ کھیل شمار ہوتی ہے۔ پس منصوص علیہ اور غیر منصوص علیہ کو جمع کرنا اس امر کے ساتھ جس کی طرف معنی لغوی پہنچاتا ہے۔ (یہ) دلالت النص ہے اور ان دونوں کو جمع کرنا اس معنی کے ساتھ جو شرعاً مستنبط ہے (یہ) قیاس ہے اور ہمارے بعض مشائخ نے کہا ہے کہ دلالت النص اور قیاس مساوی ہیں۔ اس لیے کہ قیاس نام ہے منصوص علیہ کے حکم کی مثال کو اس کے غیر میں ثابت کرنے کا اس مثل معنی کی بدولت کہ جس کے ساتھ اصل میں حکم متعلق ہے اور یہی معاملہ دلالت النص میں موجود ہے سوائے اس کے کہ لازم کرنے والا معنی جب خفی ہو تو اسبق قیاس کہا جائے گا اور جب جلی ہو تو اسے دلالت کہا جائے گا۔ حالانکہ حقیقت حال اس طرح سے نہیں ہے اس لیے کہ تأفیف تو حرام ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے (فلا تقل لہما اف) اور یہ ایسا ناپسندیدہ کلمہ ہے جو تنگ دلی کے وقت استعمال کیا جاتا ہے اور اس (لفظ) کے لیے معلوم صورت اور معنی مقصود حاصل ہے جس کی بابت حرمت ثابت ہوتی ہے اور (معنی) اذی ہے اور یہ معنی اس نص سے بطور لغت سمجھا گیا ہے یہاں تک کہ اس تفہیم میں ذی رائے ذی اجتہاد فقہاء کے علاوہ بھی باہم شریک ہیں جیسا کہ ضرب سے ایلام کے معنی کی تفہیم، پھر اسی معنی کی بدولت متعدی بنایا گیا۔ اس کے حکم کو شتم اور ضرب کی طرف اس لیے کہ جوازی (لفظ) تأفیف میں موجود ہے وہ تکلیف ان دونوں میں زیادتی کے ساتھ پائی جاتی ہے، پس یہ دلالت النص ہوئی نہ کہ قیاس، پس قیاس تو نص سے رائے کے ذریعے سے علت کا استنباط کرنا ہے کہ جس (علت) کا اثر حکم میں شرعاً ظاہر ہو نہ کہ لغتاً۔

ملا جیون^۱ شرح نور الانوار علی المنار "میں فرماتے ہیں:

"خرجت من قوله: بمعنی النص، العبارة والاشارة وليس المراد به معناه اللغوی الموضوع له بل معناه الالتزامی کالایلام من التأفیف، وقوله لغة تمييز عن معنی النص، ويخرج به

الاعتضاء والمحذوف لانهما ثابتان شرعاً او عقلاً، وقوله: لا اجتهداً. تأكيد لقوله لغة، وفيه رد على من زعم أن دلالة النص هو القياس لكنه خفي والدلالة جلی، وكيف يكون هذا القياس ظنی لا يقف عليه الا المجتهد، والدلالة قطعية يعرفها كل من كان من اهل اللسان، وأيضاً كانت هي مشروعة قبل شرع القياس ولا ينكرها منكر القياس. (۷) ”مصنف کے قول بمعنی النص سے عبارت النص اور اشارة النص دونوں خارج ہو گئیں اور مصنف کے قول بمعنی النص سے اس کے معنی لغوی موضوع لہ مراد نہیں ہیں بلکہ معنی التزامی مراد ہیں جیسے تائیف سے ایذا پہنچانا اور ان کا قول لغت معنی نص سے تمیز ہے اس قید سے اعتضاء اور محذوف خارج ہو جاتے ہیں کیونکہ یہ دونوں شرعاً یا عقلاً ثابت ہیں اور اس کا قول لا اجتہاد ان کے قول لغت کی تاکید ہے اور اس میں ان لوگوں کی تردید ہے جن کا خیال ہے کہ دلالة النص قیاس ہے لیکن قیاس خفی ہے اور دلالت جلی ہے اور یہ کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ قیاس ظنی ہے اس پر سوائے مجتہد کے کوئی مطلع نہیں ہو سکتا اور دلالت قطعی ہے اس کو ہر وہ شخص جانتا ہے جو صاحب زبان ہو نیز دلالت قیاس شروع ہونے سے پہلے شروع ہوئی ہے اور منکرین قیاس بھی اس کا انکار نہیں کرتے ہیں۔“

حاصل ان سب کا یہ ہے کہ دلالت النص سے ثابت شدہ چیز وہ حکم ہے جو معنی سے لغت ثابت ہو اور مجتہد کے اجتہاد کو اس میں کوئی دخل نہ ہو اور معنی نص سے مراد معنی موضوع لہ نہیں ہیں بلکہ معنی التزامی ہیں جو لغت مفہوم ہوتے ہیں اس لیے معنی موضوع لہ تو عبارت النص کی قبیل سے ہے لغت کی قید کی وجہ سے قیاس خارج ہو گیا کیونکہ قیاس لغت ثابت نہیں ہوتا قیاس اور دلالة النص میں اس کے علاوہ درج ذیل فروق پائے جاتے ہیں جن کی بناء پر ان لوگوں کا قول درست نہیں جو دلالة النص کو قیاس خیال کرتے ہیں۔

قیاس پر صرف مجتہد مطلع ہو سکتا ہے جب کہ دلالة النص کو ہر وہ شخص جانتا ہے جو اہل لسان میں سے ہو اور لغت سے واقف ہو۔

☆ قیاس بالعموم ظنی ہوتا ہے اور دلالة النص قطعی ہوتی ہے۔

☆ دلالة النص قیاس سے پہلے شروع ہے۔

☆ دلالت النص کا انکار منکرین قیاس بھی نہیں کرتے۔

اس لیے علامہ بزدویؒ دلالة النص کے حکم کے متعلق فرماتے ہیں:

”والثابت بهذا القسم مثل الثابت بالاشارة والعبارة الا انه عند التعارض دون الاشارة حتى

صح اثبات الحدود والكفارات بدلالات النصوص ولم يجز بالقياس لانه ثابت بمعنى مستنبط بالرأى نظر الالغة حتى اختص بالقياس الفقهاء واستوى اهل اللغة كلهم ودلالات الكلام. (۸)

”اور دلالت النص سے ثابت شدہ چیز اشارۃ النص اور عبارتۃ النص سے ثابت شدہ چیز کی مانند ہیں مگر تعارض کے وقت (دلالت النص) اشارۃ النص سے ادنیٰ (اسفل) ہے، یہاں تک کہ حدود و کفارات کو دلالت نصوص سے ثابت کرنا درست ہے جبکہ قیاس سے ان کا اثبات جائز نہیں ہے اس لیے کہ قیاس ثابت ہے ایسے معنی سے جو کہ از روئے نظر و فکر رائے سے مستنبط ہے نہ کہ لغت سے یہاں تک کہ قیاس کے ساتھ فقہاء کیساتھ خاص ہیں اور دلالات کلام میں سب اہل زبان برابر ہیں۔“

دلالت النص کی مثالیں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِنَّمَا يَبْغِيَنَّ عَنْدَكَ الْكِبَرُ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أَفْ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا﴾ (۹)

”تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو، مگر صرف اُس کی۔ والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ اگر تمہارے پاس ان میں سے کوئی ایک، یا دونوں، بوڑھے ہو کر رہیں تو انہیں اُف تک نہ کہو، نہ انہیں جھڑک کر جواب دو، بلکہ ان سے احترام کے ساتھ (شریفانہ) بات کرو۔“

اس آیت میں اولاد کو والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے ان کے ادب و احترام اور راحت و آرام کا اس حد تک خیال رکھنا ضروری ہے کہ کوئی بات زبان سے بھی ایسی ادا نہ ہو جو ان کی اذیت کا باعث ہو یہاں تک کہ کلمہ اف سے بھی اجتناب کیا جائے۔ آیت مذکورہ میں تانیف یعنی کلمہ اف کہنیں منع کیا گیا ہے مگر ہر صاحب زبان اس کو پڑھ کر اور سن کر یہ سمجھتا ہے کہ مقصد صرف اسی لفظ کے کہنے روکنا نہیں ہے بلکہ تکلیف پہنچانے سے روکنا اور منع کرنا ہے خواہ اس کی کوئی صورت ہو لہذا تکلیف کے ہر ذریعہ و صورت کی ممانعت ہوگی خواہ قول ہو یا فعل، گویا کلمہ تانیف کی ممانعت عبارتۃ النص سے ثابت ہے اور ہر اہل زبان سمجھ سکتا ہے کہ اس کی علت کف الاذی یعنی اذیت سے بچانا ہے اب جو اقوال و افعال موجب اذیت ہوں گے ان سب کی ممانعت دلالتۃ النص سے ثابت ہوگی۔

علامہ بزدویؒ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

”هذا قول معلوم بظاهره معلوم بمعناه وهو الاذى وهذا معنى يفهم منه لغة حتى شارک

فیه غیر الفقہاء اہل الرأی والاجتہاد کمعنی الایلام من الضرب ثم یتعدی حکمہ الی الضرب والشتم بذلک المعنی فمن حیث انه کان معنی لا عبارة لم نسمة نصا ومن حیث انه ثبت به لغة لا استنباطا یسمى دلالة وانه یعمل عمل النص. (۱۰)

”یہ ایسا قول ہے جس کا ظاہر معلوم ہے اور معنی بھی معلوم ہے اور وہ معنی اذی دینا ہے اور یہ ایسا معنی ہے جو اس (نص) سے لغتاً سمجھا گیا ہے یہاں تک کہ اس کی تفہیم میں اہل رائے اور ذی اجتہاد و فقہاء کے علاوہ بھی (اہل زبان) باہم شریک ہیں جیسا کہ ضرب سے ایلام کے معنی (کی تفہیم)، پھر اسی معنی کی بدولت اس کا حکم متعدی ہوا ضرب اور شتم کی طرف پس اس حیثیت سے کہ وہ معنی ہے عبارت نہیں، ہم نے اس کا نام عبارت و اشارۃ النص نہیں رکھا۔ اس حیثیت سے کہ وہ نص سے لغتاً ثابت ہے استنباط سے نہیں تو اس کا نام دلالت رکھا گیا اور یہ کہ وہ عمل کرتا ہے نص کے عمل کی طرح۔“

ڈاکٹر ادیب صالح ”تفسیر النصوص“ میں رقمطراز ہیں:

”وکل عارف باللغة العربية، یدرک أن المعنی الذی کان من أجله تحريم هذا الادنی من الکلام، وهو قول: (أف) انما هو الايذاء والايلام للوالدين، وأن المقصود من تحريم التافيف والنهر، كف الاذى عنهما ومراعاة حرمتها.

وهذا المعنی موجود فی الضرب والشتم وما أشبه ذلك، فیتناولها النص وتعتبر حراماً فتعطى حکم التافيف والنهر الذی ثبت بعبارة النص، ویكون ثبوت التحريم فيها (بدلالة النص).

بل ان الشتم والضرب وما جرى مجراهما. من أى نوع من أنواع الاذى. تعتبر حراماً بالاولی لان الايذاء. الذی أدرکنا لغة أنه موجب الحکم. موجود بشكل أوفى وأوضح فی هذه الأمور، والنهی عن الأقل یحمل حتمية النهی عن الاکثر. (۱۱)

”عربی زبان کو جاننے والا ہر شخص یہ اور اک رکھتا ہے کہ وہ معنی جس کی بابت تحریم کا لزوم ہوا وہ کلام میں سب سے ادنی نوعیت کا قول (اف) ہے اس لیے کہ یہ والدین کے لیے ایذاء اور تکلیف کا باعث بنتا ہے اور تافیف و نہر (جھڑکنا) کی تحریم سے مقصود والدین سے تکلیف کو دور کرنا اور ان کی حرمت کی رعایت کرنا ہے اور یہ معنی ضرب، شتم اور ان کے مشابہ امور میں موجود ہیں پس نص ان امور کو بھی شامل ہو جائے گی اور انہیں بھی حرام اعتبار کیا جائے گا اور انہیں تافیف اور نہر کے حکم کے تابع مانا جائے گا جو کہ عبارة النص سے ثابت

ہے۔ البتہ (ان کے) مشابہ امور میں تحریم دلالت النص سے ثابت ہوگی بلکہ شتم و ضرب اور ان کے قائم مقام امور خواہ وہ انواع ازی میں سے کسی نوع سے بھی تعلق رکھتے ہوں ان کو بالاولیٰ حرام جانا جائے گا اس لیے کہ حکم کو لازم کرنے والی وہ ایذا جس کا ہم نے لغتاً اور اک کیا ہے وہ (ایذا) واضح شکل کے ساتھ ان امور میں موجود ہے اور (قاعدہ ہے کہ) کم بات یا عمل کی ممانعت، زیادہ کی ممانعت کو لازم کرتی ہے۔“

2۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلُونَ سَعِيرًا﴾ (۱۲)

”جو لوگ ظلم کے ساتھ یتیموں کے مال کھاتے ہیں درحقیقت وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں اور وہ ضرور جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونکے جائیں گے۔“

اس آیت میں عبارت النص سے یتیموں کا مال کھانے کی حرمت ثابت ہوتی ہے اور دلالت النص سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ان کا مال جلانا، ادھر ادھر بکھیرنا اور پھینکنا اور کسی طریقہ سے بھی تباہ و برباد کرنا حرام ہے کیونکہ یہ سب امور ظلم سے مال کھانے کے مساوی ہیں، اور مشترکہ علت یتیم کے مال پر زیادتی کرنا ہے۔

امام ابو زہرہ "اصول الفقہ" میں تحریر فرماتے ہیں:

”النص منع تبديد مال اليتامى أو اتلافه أو التقصير فى المحافظة عليه من قوله (إِنَّ الَّذِينَ يَكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا) فان هذا النص يفيد بعبارۃ النهى عن أكل مال اليتيم لنفسه وهذا يفهم منه من غير استنباطه منع تبديد أموال اليتيم والتقصير فى المحافظة عليه.“ (۱۳)

”اور دلالت النص کی بدولت یتیموں کے مال کو بکھیرنے، اسے تلف کرنے یا اس کی محافظت میں کوتاہی کرنے کی ممانعت ثابت ہے اس قول باری تعالیٰ کی بابت (ان الذین یاکلون۔۔ نارا) پس یہ نص اپنی عبارت کی بدولت یتیم کے مال کو کھانے سے اور ذات ولی کے لیے یتیم کے مال سے لینے کی ممانعت کا فائدہ دیتی ہے اور اس نص سے بلا استنباط جو مفہوم سمجھا جاتا ہے وہ یتیم کے مال کو بکھیرنے اور اس پر محافظت میں کوتاہی کرنے کی ممانعت ہے۔“

حواشی وحوالہ جات

- ۱- بزودی، علی بن محمد، کنز الوصول الی معرفة الاصول، کراچی، امیر محمد کتب خانہ، س۔ن، ص ۱۱
- ۲- بخاری، عبدالعزیز بن احمد، کشف الاسرار، بیروت، دارالکتب العلمیہ، طبع اول، ۱۹۹۷ء، ۱۱۵/۱۔
- ۳- سرخسی، محمد بن احمد، اصول، دارالمعارف النعمانیہ، طبع اول، ۱۹۸۱ء، ۲۵۴/۱
- ۴- اصول سرخسی، ۲۵۴/۱
- ۵- کشف الاسرار شرح المصنف علی المنار، ۳۸۳/۱
- ۶- کشف الاسرار شرح المصنف علی المنار، ۳۸۴، ۳۸۳/۱
- ۷- ملاجیون، شیخ احمد، شرح نور الانوار علی المنار مع کشف الاسرار علی المنار، دارالکتب العلمیہ بیروت، طبع اول ۱۹۸۶م، ۳۸۳/۱
- ۸- اصول بزودی، ۱۲۰
- ۹- الاسراء: ۲۳
- ۱۰- اصول بزودی، ۱۱
- ۱۱- صالح، محمد ادیب، تفسیر النصوص فی الفقہ الاسلامی، المکتب الاسلامی بیروت، طبع سوم ۱۴۰۲ھ، ۱۹۸۴م، ۵۱۸/۱
- ۱۲- النساء: ۱۰
- ۱۳- ابو زھرہ، محمد، اصول الفقہ، عابدین، دارالفکر العربی، س۔ن، ۱۴۲